



ہزار کی..... اب عید بر ملی تو دوست لے آئی۔ یہی
چو اس ہے میری۔ ایک دم لاجواب، کسی کا نہیں
ہے ایسا سوٹ۔ لیا بھی نکلا مارکیٹ سے تھا لاہور
جا کر..... یہاں تو ایسا اچھا کپڑا مل گیا جس سے
سلانی بھی مشہور ٹیلر سے گروائی ہے۔ خالدہ خولہ سے
نہیں گروائی۔ دوسرا تو وہاں پر لپے کوئی دو ہزار روپے
سلانی کے ہاتھ آ میں تو جاکے اٹھا لاؤں، دوسرا
کردیا تھا۔

”خالدہ! یہ سوٹ کتنے کا لیا تھا آپ
نے.....“ کنزہ نے خالدہ کو افسردگی سے نکالنے کے
لیے بے شکا سوال کیا۔
خالدہ کا چہرہ چمک اٹھا اور افسردگی غائب ہوئی۔
”آٹھ ہزار کا لیا تھا۔ وہ امیرن بوا ہیں نا
جو کہ کیشیاں ڈالتی ہیں۔ میں نے کیشی ڈالی گی سولہ

کسی کے گھر جاتے۔“ وہ بڑبڑایا۔
”ہیں۔ تو کیا میں جھوٹ بولی رہی ہوں۔ اور
ویسے بھی یہ ہمارا حق ہے وہی لینے بیچ رہی ہوں۔“
خالدہ تب ہی نہیں۔ نومی کو جانا ہی پڑا۔
خالدہ نے صوبی کو پلیٹ میں بیٹھے چاول نکال کر
تھمائے اور ساتھ تاکید بھی کی ”جلدی آنا۔ پڑوسیوں
نے قربانی کی ہے۔ گوشت بھی لے آنا۔“
”امی! میں نہیں جا رہی۔ اب ایک پلیٹ چاول
کے بدلے گوشت مانگنے لگ جاؤں۔“ صوبی نے
گھبرا کر پلیٹ خالدہ کو واپس تھمادی۔
”مانگنے کا کب کہہ رہی ہوں۔ خود دے دیں
مے۔ لے آنا“ خالدہ نے پلیٹ پھر اس کے سامنے کی۔
”کوئی نہیں جا رہی میں۔“ وہ کہہ کر دھپ
دھپ کرتی پنن سے باہر نکل گئی۔
”آ میں بڑی شرم و حیا کی بیگم۔ تا فرماں اولاد
ہیں۔ اناج بگاڑنا آتا ہے۔“ خالدہ کڑا ہی سے کباب
نکالتے ہوئے شعلہ جوالہ بنی ہوئی تھیں۔
”خالدہ! آپ لوگوں نے کتنے حصے ڈالے
ہیں۔“ خالدہ کے ساتھ چولہے میں جلنے آگ کی تپش
سے سیکنی کنزہ نے انجانے میں ان کی دھتکی رگ پر
ہاتھ رکھا تھا۔

”بیٹا! کیا حصہ۔ وائے رہے قسمت! مگر کے
حالات ہی ٹھیک نہیں ہیں۔ ہماری قسمتوں میں کہاں
کے حصے؟“ خالدہ ابھی لہجہ بھر پہلے غصے سے بھری پڑی
تھیں۔ قدرے سختی کہیں۔ اور افسردگی بھرے لہجے
میں گویا ہوئی تھیں۔

کنزہ کو افسوس ہوا کہ اس نے خالدہ کو افسردہ

”کنزہ بیٹا! یہ ذرا زردہ میں بیٹھا تو پکھنا..... بیکے
نہ رہ گئے ہوں..... بیکے رہ جائیں تو حلق سے اترتے نہیں
ہیں اور کبابوں میں بھی ٹنک مریج دیکھ لو.....“
آج بقر عید کی اور سائرہ خالدہ کی خوشی سے بھرپور
چیکار پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

”خالدہ! ٹھیک ہے سب۔“ کنزہ نے چمک کر کہا تھا۔
”اچھا۔ یہ ذرا صوبی کو تو دیکھ، کہاں رہ گئی ہے۔ اندر
سے ڈزینٹ کی پلیٹ لٹے بیچا تھا..... پڑوسیوں کے گھر
بیٹھے چاول دے آئی پر تجھے لگتا ہے وہ کمرے کو ہی عیاری
ہوئی ہے۔“ خالدہ نے ذرا ادب کی آواز میں کہا تھا۔ صوبی
مختر مرخوئی باہر آ گئی۔
”مارکیٹ چلی گئی تھی۔“ خالدہ نے اس کے ہاتھ
سے پلیٹ چھینی تھی۔

”ایک تو نئی پلیٹ منگوائی تھی آپ نے اور پھر
میر بھی نہ ہوا آخر کو ڈبا نکالنے میں بھی دیر لگتی
ہے۔“ صوبی نے منہ نکالا۔

”نومی بیٹا! یہ اپنی اچھی آبا ہیں جو۔ ان کے
ہاں تو جا۔ گوشت لے آ اور ہاں وہ اپنی جو بوا
ہیں۔ کیا نام ہے ان کا..... ایک تو بوا کا نام یاد نہیں
رہتا ان کا۔ ہاں..... آخر..... آخر بوا ان کے گھر
بھی جاتا..... اور یاد آ یا سویرے خالدہ خولہ۔ ارے
وہی جنہوں نے صوبی کو لوگوں کے کپڑے پہنے تھے۔
بھی کہہ گئی تھیں کہ گوشت لے جانا۔ ان کے ہاں بھی
جاتا۔“ نعمان عرف نومی جو ابھی پنن میں داخل
ہوا تھا کو دیکھتے ہی خالدہ نے اس پر کاموں کی بوچھاڑ
کردی (زوروں کی.....)

”کہہ کر بھی گئی تھی کہ نہیں۔ مجھے تو شرم آتی ہے

بھی۔" وہ اپنا دوپٹہ پھیلا پھیلا کر دکھائی تھیں۔ اور اسے بتا رہی تھیں ان کی آواز میں ایسا جوش تھا جیسے کوئی معرکہ سر کیا ہو۔ کوئی جنگ کی ہو۔ کنزہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر خالہ کو دیکھا جن کے پاس قربانی کرنے کے لیے پیسے نہیں تھے، اور سوٹ..... صرف دو سوٹوں پر سولہ ہزار خرچ کر دیے۔

"خالہ! جن پیسوں میں آپ نے کپڑے خریدے ان سے حصہ بھی ڈالا جاسکتا تھا۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا خالہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کی وحشیانہ پرتشہ ہو.....

"کیا مطلب.....؟" خالہ نے ماتھے پر سلوٹیں ڈالے، ابرو دیکھ کر پوچھا۔

"مطلب..... کنزہ گڑبڑا گئی۔ "وہ یہ کہ سوٹ نہ لیں تو گزارہ ہو جاتا تھا۔ قربانی تو اصل چیز ہے، زیادہ اسی طرف دھیان دینا چاہیے۔" کنزہ نے گھبرا کر کہا۔ خالہ خشکی سے لگا ہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں یا اسے ایسا لگ رہا تھا خالہ نے چولہا بند کیا۔ تیل کی کڑاہی اتاری اور چکن کے دروازے کے ساتھ ہی اندر کی طرف رکھے دو موٹڑوں کی طرف آئیں گئیں گویا کنزہ کی بات سننے کا ارادہ کر لیا تھا انہوں نے کنزہ بھی دیکھیں ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

"خالہ! لباس تن ڈھانپنے کے لیے ہوتا ہے اس کے پیچھے خوار ہونا سراسر بے وقوفی ہے اور پھر آپ نے کتنی ڈالی..... خوار ہوئیں کتنی کتنے مہینے کی تھیں.....؟"

کنزہ نے پوچھا۔

"آٹھ ماہ کی..... دو ہزار روپے فی مہینہ۔" خالہ نے ہٹا کچھ کہے جھٹ بتا دیا۔

"آٹھ ماہ خوار ہوئیں اس مہینے کے لیے آپ..... اور پھر کپڑوں پر خرچ کر دی۔ بجائے اس کے کہ کوئی اچھا کام کیا جاتا ان پیسوں سے..... آپ نے فضول خرچ کر دیے....." کنزہ خالہ کو دھیرے

دھیرے سمجھا رہی تھی۔

"فضول خرچ نہیں کیے..... کنزہ نے کہا شاید انہیں تو لانے تھے عید کے لیے....." خالہ نے کہا شاید انہیں فضول خرچ کرنے والی بات اچھی نہیں لگی تھی۔

"اصل اور اہم خرچ قربانی کا تھا۔ جسے غر انداز کر دیا گیا..... اس کے سامنے باقی سب فضول خرچ ہے۔" وہ انہیں بتا رہی تھی۔

"سولہ ہزار میں کیا آتا تھا۔ مہنگائی آسمانوں کو چھو رہی ہے۔" خالہ نے جیسے اب اسے قائل کرنا چاہا کہ انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔

"ایک حصہ تو ڈالا جا ہی سکتا تھا۔ اب ضروری تو نہیں تھا کہ بڑا جانور ہی خریدتے یا دنبہ یا بکرا لیتے..... اپنی چادر دیکھ کر خرچ کرتے۔"

"دیکھیں خالہ! قربانی مسلمانوں کے لیے ایک سنت کو پورا کرنے کے لیے ہے..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو پورا کرنے کے لیے..... پتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لیے اپنے بیٹے کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا..... اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم سے تو صرف جانور ذبح کرنے کا کہا گیا ہے، ہم سے وہ بھی نہیں ہو پاتا۔ سوچیں کہ آج کوئی باپ اللہ کی اس طرح تابع داری کر سکتا ہے۔" کنزہ کی آواز رندھ گئی۔

"نہیں۔" سائرہ خالہ کا سر خود بخود فٹنی میں ہلا۔

"پتا ہے ایسا کیوں ہے..... کیونکہ ہماری سوچ کو نمائش نام کا تو گنگ لگ چکا ہے..... ہر شے ہر بات میں دکھاوے کی ملاوٹ..... ہر عمل میں دکھاوا ہر فہرست..... ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے، سب سے منفرد اور الگ بننے کے لیے ہم سب بھول گئے ہیں۔"

خالہ نے مسکرا کر دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کیں اور کنزہ کو سینے سے لگا لیا جس نے ان پر سوچ کے شعور کے ایک نہیں کئی دروازے دیئے تھے۔

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز راہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM